رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷ھ ہفتہ انگریزی ماہ مئی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے،

زرِ سالانہ پیشگی یا ہرپانچ روپیہ ۵ر

قیمت فی پرچہ ۱ر

بدر

قادیان

ایڈیٹر قاسم علی احمدی

جلد (۱۳) | قادیان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۴۶ھ | نمبر (۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بطبیعت دن رات مجلس مشاورت کی مشغولی سے ناسازہ ہوگئی۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے صحت کامل بخشے آمین۔ حضور نمازوں میں تشریف لاتے ہیں۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی کیلئے بہت دعا کریں

(۲) مجلس مشاورت کے اجلاس ۶ بغایت ۸ اپریل ۲۸ء تین یوم رہکر بخیر و خوبی ختم ہوئے۔ تجاویز مفیدہ جو پاس ہوئیں آئندہ لکھی جائیں گی۔

(۳) فاروق کارجسٹریشن نمبر چونکہ پوسٹماسٹر جنرل بہادر لاہور کے دفتر سے ابھی منظور نہیں ہوا۔ اس لئے ایک پیسہ میں جو اخبار بھیجا جاتا تھا۔ وہ تا منظوری ڈاکخانہ دو پیسہ کے ٹکٹ لگا کر بھیجنا پڑتا ہے۔ اس لئے ۱۰ اپریل کا پرچہ جو ۱۵ر اپریل کو طبع ہو چکا تھا۔ ۱۵ر اپریل کے پرچے کے ساتھ ملا کر دو پیسہ کے ٹکٹ میں دو پرچے روانہ کئے گئے ہیں۔ (۴) بابو عزیز الدین صاحب شعبہ تجارت کیطرف سے سلسلہ کے تجارتی کاروبار کی سرانجامی کے لئے جو لندن میں جاری کیا ہوا ہے۔ ولایت کو روانہ ہو گئے۔ انکے بخیریت پہونچنے کی احباب دعا فرما دیں۔

مبارک باد:۔ خویم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی کا صاحبزادہ خدا کے فضل سے ولایت میں ایم۔ اے میں پاس ہوئے ہیں۔ اس کامیابی پر خاکسار ایڈیٹر فاروق سیٹھ صاحب سلمہ اللہ اور آپکے تمام خاندان کو مبارک باد عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بخیریت تمام فائز المرام صاحبزادہ موصوف کو وطن کی طرف واپس لائے۔ آمین

شدھی اپنا پیٹ لے سر سنگھٹن کے سامنے

(از ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم)

پھر جھکے جاتے ہیں مولانا ملاں کے سامنے
سجدہ مسلم پھر کرے کالی چرن کے سامنے

جانئے کیا مادی نے مولوی کو کہہ دیا
ہے سر تسلیم خم جو برہمن کے سامنے

گو ہمیں کہتے ہیں پنڈت جی کہ کر دو بائیکاٹ
خود مگر جاتے ہیں چھپکر سائمن کے سامنے

گھر میں بیٹھے کہہ رہے ہیں یہ کرو اور وہ کرو
بھاگ جاتے ہیں مگر لالہ جی گن کے سامنے

کاٹنے کو آتے ہیں ناکامی ہڑتال پر
چپ بھلی ہے انکے اس دیوانہ پن کے سامنے

ان سے ملتے ہو نبی کو گالیاں دیتے ہیں جو
کیا کہو گے جا کے ربِ ذوالمنن کے سامنے

اسلم خوابیدہ اٹھ تبلیغ کر اس زور سے
شدھی اپنا پیٹ لے سر سنگھٹن کے سامنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتباسات

سائمن کمیشن کی واپسی

سرجان سائمن اور ان کے تمام ہم جلیس ۱۴ مارچ کو ہفتہ کے روز جہاز میں سوار ہو کر بمبئی سے جانب انگلستان روانہ ہو گئے۔ اپنا ابتدائی دورہ کمیشن نے ختم کر لیا۔ اب موسم سرما کے آغاز میں سائمن کمیشن ہندوستان دوبارہ آکر تحریری اور زبانی شہادتیں لے گی۔ لندن کے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف نے سائمن کمیشن کے متعلق ایک مقالۂ افتتاحیہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ ہندوستان میں کمیشن کا مخلوط خیر مقدم ہوا۔ یہ بات سچ ہے۔ کہ جتنا ہر صوبہ کے شہروں میں کمیشن کا خیر مقدم ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مقاطعہ بھی ہوا۔ مگر لیجس لیٹو اسمبلی اور صوبجات کی لیجس لیٹو کونسلوں کے اجلاس کے اختتام پر اغلباً عوام الناس جب دوسری مرتبہ غور کریں گے۔ تو آئندہ سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون عمل کرنے کی تحریک زور پکڑتی جائے گی۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا یہ لکھنا بالکل سچ ہے۔ کہ اگر مسلمان من حیثیت القوم کمیشن کے ساتھ اشتراک عمل کر لیں۔ تو پھر تمام ہندو لازماً کمیشن کے ساتھ تعاون عمل کرنے سے اپنے آپ کو محروم نہیں رکھیں گے۔

وائسرائے کے نام مکتوب

سرجان سائمن نے بمبئی کو روانہ ہونے سے پہلے وائسرائے کے نام خط لکھا۔ کہ پہلے خط میں آپ پر واضح کیا گیا تھا۔ کہ کمیشن کا ایک تو ہندوستانی جزو بنایا جائیگا۔ اور دوسرا جزو سفید فام ہوگا۔ اس اثنا میں سٹیٹ کونسل برما اور پنجاب کی کونسلوں نے تعاون عمل کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ اسمبلی اور صوبہ متحدہ کی کونسل نے کمیشن کے خلاف آواز اٹھائی۔ دوسری کونسلیں کمیشن کے دوبارہ واپس آنے پر اس بارے میں غور کرینگی۔ ان صوبوں کی کمیٹیوں کی رپورٹوں کو اپنی رپورٹ میں بطور ضمیمہ شامل کر کے پارلیمنٹ میں پیش کر دیا جائے گا۔ صوبوں کے نمائندے بھی دوسری روانگی سے پہلے ہم سے گفت و شنید کر لیں۔

شاہ کابل کے نام ایک خط

جرمن کے دارالسلطنت شہر برلن میں ایک مجلس قائم ہے۔ جس کا نام ہے۔ ہندوستان ایسوسی ایشن آف سنٹرل یورپ۔ وسطی یورپ کی کوششوں سے ہندوستانی مجلس نے جس میں ممکن ہے۔ کہ کچھ ممبر حکومت برطانیہ سے غار کھائے ہندوستانی بھی شامل ہوں۔ تاجدار افغانستان کے نام ایک کھلی چٹھی ارسال کی ہے جس میں ہندوستان میں برطانوی شہنشاہی سے نفرت کر کے شاہ کابل کو یہ ترغیب دی ہے۔ کہ وہ اہل ہند کے ساتھ ملکر برٹش اقتدار کو ہندوستان سے نکال باہر کریں۔ یہ خط بہت گستاخانہ ہے۔ کیونکہ ایک آزاد اور خود مختار سلطنت کو اپنی رائے کا مطیع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو سراسر بیہودگی پر دال ہے۔ اسی طرح سے پانیئر نے اپنے ایک مقالۂ افتتاحیہ میں شاہ کابل کو یہ رائے دی ہے۔ کہ وہ دربار کابل میں روس کا اقتدار اور بالشویک کا اثر قائم نہ ہونے دیں۔ برٹش گورنمنٹ کے ہوا خواہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ شاہ کابل روس کو منہ نہ لگائیں۔ اور برطانیہ کے معاند چاہتے ہیں کہ شاہ کابل ہندوستانیوں سے ملکر برطانیہ کے اقتدار کو زائل کر دیں۔ شاہ کابل پر اس وقت بالکل یہ شعر صادق آتا ہے ؎

گفتم اے بہ بار فریب روسیہ کمتر نشین
زیر لب خندید و گفت او نیز میگوید چنیں

مہاتما گاندھی اپنا پاخانہ خود ہی کماتے ہیں

ہنگریوں کے ایک وفد سے ملاقات کر کے مہاتما گاندھی نے کہا کہ تمہارا پیشہ نہایت ہی شریفانہ پیشہ ہے۔ میں اپنا پاخانہ خود اپنے ہاتھ سے صاف کر لیتا ہوں۔

ہندو لوگ بھنگی کو چھو جانے سے اپنے آپ کو بھرشٹ اور ناپاک سمجھنے لگتے تھے۔ اور بغیر غسل کئے اپنے آپ کو پاک نہ سمجھتے تھے۔ خدا جانے اب ان کا خیال مہاتما گاندھی کی نسبت کیا ہے؟ اگر اتفاقاً مہاتما گاندھی سے وہ چھو جائیں تو اپنے آپ کو بھرشٹ تو نہیں سمجھنے لگیں گے؟

پھانسی کی سزا میں تبدیلی

ناگپور میں ہنگامہ فسادات کے وقت ایک مسلم فقیر کو قتل کرنے کے جرم میں چار ہندوؤں کو قتل کرنے کے جرم میں پھانسی کا حکم سنایا گیا تھا۔ رحم کی درخواست پر یہ سزا عبس دوام بہ عبور دریائے شور میں تبدیل کر دی گئی ہے۔

عجیب و غریب دھوکہ

۲۷ مارچ کو مسٹر لشکن کی عدالت میں ایک عجیب قسم کی دھوکہ دہی کا مقدمہ پیش ہوا۔ مسمات زینب بی بی نے بیان کیا۔ کہ میرا خاوند اور محمد دین مفرور ملزم اور میں جب لاہور کے سٹیشن پر پہنچے۔ تو میرا خاوند سٹیشن سے باہر نکل گیا۔ تو محمد الدین نے مجھے کہا۔ کہ تمہارا خاوند تو گیس لیمپ کے توڑ دینے کے الزام میں گرفتار ہو گیا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ ہم موضع چھاپہ چلے چلیں۔ وہاں سے میں آدمی لاؤں گا۔ جو تمہارے خاوند کو چھوڑا لیں گے۔ چنانچہ جب ہم لاہور اور جلو کے درمیان پہونچے۔ تو چھ اشخاص مگر سنگھ فوجی سنگھ منگل سنگھ ادھم سنگھ نواب اور ہیرا ملے انہوں نے مجھ سے گئے کے کھیت میں زنا کیا۔ اور مجھے موضع چھاپہ میں نواب کے مکان پر لے گئے۔ اور وہاں بھی مجھ سے زنا کیا۔ نواب اور ہیرا نے مجھے بندوق دکھا کر کہا۔ کہ اگر شور مچاؤ گی۔ تو یہیں ڈھیر کر دیا جائیگا۔ بعد ازاں مجھے فوجا سنگھ کے مکان پر پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں سے ایک سکھ کے مکان پر منتقل کر دیا گیا۔ جہاں سے پولیس نے مجھے آکر رہائی دلوائی۔ ملزموں کے وکیل نے استغاثہ مقدمہ کی درخواست پیش کی۔ اور عدالت نے مقدمہ کی سماعت ملتوی کر دی۔

(باقی ص)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۸ء

دُعا اور تدبیر

(از مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے متعلق ایک اشتہار ۶ فروری ۹۸ء کو شائع کیا تھا۔ اور بعد میں طاعون کے علاج کا نسخہ بھی مشتہر فرمایا تھا۔ اس پر بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے اعتراض کیا کہ پہلے طاعون کو خدا کا عذاب قرار دیا ہے۔ پھر اس عذاب کے دفعیہ کے لئے نسخہ بتایا ہے۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے خلاف ہیں۔ اس کا جواب حضورؑ نے ایام الصلح میں مندرجہ ذیل دیا ہے۔ (ایڈیٹر)

"مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض صاحبوں کے دلوں میں میرے اول اشتہار کے پڑھنے سے یہ ایک اعتراض پیدا ہوا ہے۔ کہ لوگوں کو اول یہ بتانا۔ کہ اس مرض کے استیصال کے لئے فلاں تدبیر یا دوا ہے اور پھر یہ کہنا کہ شامت اعمال سے یہ مرض پھیلتی ہے۔ ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ اور تعجب کہ اس اعتراض کے کرنیوالے بعض مسلمان ہی ہیں۔ سو اے سب صاحبوں کو واضح رہے۔ کہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت پر نظر ڈالنے سے ان تمام اوہام کا بڑی صفائی سے جواب ملتا ہے۔ خدا کا قانون قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے۔ ہمیں بتلا رہا ہے۔ کہ سلسلہ تدابیر اور معالجات کا طلب اور استدعا سے وابستہ ہے یعنے جب ہم فکر کے ذریعہ سے یا کسی اور طریق جستجو کے ذریعہ سے کسی تدبیر اور علاج کو طلب کرتے ہیں یا اگر ہم طلب کرنے میں احسن طریق کا ملکہ نہ رکھتے ہوں یا اگر اس میں کامل نہ ہوں تو مثلاً اس غور اور فکر کے لئے کسی ڈاکٹر کو منتخب کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے اپنی فکر اور غور کے وسیلہ سے کوئی احسن طریق ہماری شفا کا سوچتا ہے۔ تب اس کو قانون قدرت کی حد کے اندر کوئی طریق سوجھ جاتا ہے۔ جو کسی اور بہتر تک ہمارے لئے مفید ہوتا ہے۔ سو وہ طریق جو ذہن میں آتا ہے۔ وہ درحقیقت اس خوض اور غور اور فکر اور توجہ کا نتیجہ ہوتا ہے جس کو ہم دوسرے لفظوں میں دُعا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ فکر اور غور کے وقت جب کہ ہم ایک مخفی امر کی تلاش میں نہایت عمیق دریا میں اُتر کر ہاتھ پیر مارتے ہیں۔ تو ہم ایسی حالت میں بہ زبان حال اُس اعلیٰ طاقت سے فیض طلب کرتے ہیں۔ جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ غرض جبکہ ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبدء فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور اپنے تئیں عاجز پاکر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے۔ تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اسی دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دُعا ہی ہے۔ اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب امر مخفی کے لئے جیال کو دوڑانا **یہ سب امور دُعا ہی میں داخل ہیں**۔ صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دُعا آداب معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور انکی روح مبدء فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور محجوبوں کی دُعا صرف ایک سرگردانی ہے۔ جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں۔ اور نہ اس پر یقین ہے۔ وہ بھی فکر اور غور کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں۔ کہ غریب سے کوئی کامیابی کی بات انکے دل میں پڑ جائے۔ اور ایک عارف دعا کرنیوالا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے۔ کہ کامیابی کی راہ اس پر کھلے لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا۔ وہ مبدء فیض کو نہیں جانتا۔ اور عارف کی طرح اس کی طبیعت بھی سرگردانی کے وقت ایک اور رنگ سے مدد چاہتی ہے۔ اور اسی کی مدد پانے کے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبدء کو دیکھتا ہے۔ اور یہ تاریکی میں چلتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض سے بعد بھی دل میں پڑتا ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متفکر کے فکر کو

بطور دُعا قرار دیکر بطور قبول دعا

اس علم کو فکر کرنیوالے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں پڑتا ہے۔ وہ بھی خدا سے ہی آتا ہے۔ اور فکر کرنے والا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے۔ سو آخر وہ خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ یہ طریق طلب روشنی اگر علیٰ وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کے ساتھ ہو تو یہ عارفانہ دعا ہے۔ اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی لامعلوم مبدء سے طلب کیجائے۔ اور منور حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو۔ تو وہ محجوبانہ دُعا ہے۔

اب اس تحقیق سے تو یہی ثابت ہوا کہ تدبیر کے پیدا ہونے سے پہلا مرتبہ دعا کا ہے۔ جس کو

قانون قدرت نے ہر ایک بشر کے لئے ایک

امر لابدی اور ضروری ٹھہرا رکھا ہے۔ اور ہر ایک طالب مقصود کو طبعاً اس پُل پر سے گذرنا پڑتا ہے۔ پھر جائے شرم ہے۔ کہ کوئی ایسا خیال کرے۔ کہ دُعا اور تدبیر میں کوئی تناقض ہے۔ دُعا کرنے سے کیا مطلب ہوتا ہے۔ یہی تو ہوتا ہے۔ کہ وہ عالم الغیب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کو دقیق در دقیق تدبیریں معلوم ہیں۔ کوئی احسن تدبیر دل میں ڈالے یا بوجہ خالقیت اور قدرت اپنی طرف سے پیدا کرے۔ پھر دعا اور تدابیر میں تناقض کیونکر ہوا؟

علاوہ اس کے جیسا کہ تدبیر اور دعا کا باہمی رشتہ قانون قدرت کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔ ایسا ہی صحیفہ فطرت کی گواہی سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کے وقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں۔ ایسا ہی طبعی جوش سے دعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھک جاتی ہیں۔ اگر دنیا کی تمام قوموں پر نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کسی قوم کا کانشنس اس متفق علیہا مسئلہ کے برخلاف ظاہر نہیں ہوا۔ پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات پر ہے۔ کہ انسان کی شریعت باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ دعا کو اسباب اور تدابیر سے الگ نہ کریں۔ بلکہ

دعا کے ذریعہ سے تدابیر کو تلاش

کریں۔ غرض دعا اور تدبیر انسانی طبیعت کے دو طبعی تقاضے ہیں۔ کہ جو قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے۔ دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں۔ اور تدبیر دعا کے لئے بطور نتیجہ ضروریہ کے اور دعا تدبیر کے لئے بطور محرک اور جاذب کے ہے۔ اور انسان کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دعا کے ساتھ بدرفیض سے مدد طلب کرے تا اس چشمہ لازوال سے روشنی پاکر عمدہ تدبیریں میسر آسکیں۔ (ایام الصلح)

انیسویں صدی کا آخری مدت سے ختم ہو چکا ہے بیرونجات سے کئی درخواستیں آئیں۔ مگر کتاب کا نہ ہونا پیش نہ ہوگی۔ اب دس

نئی ایک بک ایجنسی سے وابستہ ہیں جن شائقین کو اس نایاب کتاب کی ضرورت ہو وہ دو روپیہ قیمت ادا کر کے خرید لیں۔ ۴ر محصول ڈاک کے ہونگے۔ جلد منگالیں ورنہ یہ ختم ہو جائیگی۔ (مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور)

خدا کا علم

(از خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب پنشنر ای اے سی)

ہماری فطرت میں گو ایک خاص نشان کے طور پر کوئی ایسی قوت نہیں رکھی گئی۔ جو بالخصوص خداشناسی کی قوت سے موسوم ہو۔ اور نہ ہم اپنی ذات میں کوئی ایسی علامت خلقی طور پر پاتے ہیں۔ جو ہمیں ایک خصوصیت کے ساتھ خدا کی ذات کا علم بطور ایک مخصوص نشان کے کرا سکتی ہو۔ باوجود اس کے بھی خدا نے اپنی ہستی کو بغیر نشان کے نہیں چھوڑا۔ ہمیں ایسی قوتیں بھی دی گئی ہیں۔ جو رفتہ رفتہ ہمیں اس راہ پر لے جاتی ہیں۔ جہاں سے خدا کی ہستی کا پتہ یقینی رنگ میں مل سکتا ہے۔ یعنی اگر ہم احساس۔ ادراک اور عقل و فراست سے کام لیں۔ تو خدا کی ہستی کا بدیہی ثبوت ملنا مشکل نہیں۔

یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیوں ہمیں قدرت نے ایسے صریح نشان سے محروم رکھا ہے کیا اس سے اس کا یہ منشا تو نہیں۔ کہ ہم اس کی تلاش کا خیال ہی چھوڑ دیں؟

میری رائے میں یہ بات نہیں۔ قدرت اس مرحلہ میں بھی اسی طریق پر چلی ہے۔ جو دوسرے مراحل میں اس کا معمول ہے۔ اگر صریح طور پر فطرت انسانی میں خدا کی ذات کے علم کا کوئی مخصوص نشان رکھ دیا جاتا۔ تو انسان اس چھان بین سے رہ جاتا۔ جو اسے اب کرنی پڑتی ہے۔ اور اس وجہ اس کی قوتیں کسی حد تک اس مرحلہ میں سست پڑ جاتیں۔ اور ہماری بصیرت اور عقل و فراست سرمایۂ تجسس سے محروم رہ جاتی۔ جو انسانی قوتوں کی ترقی اور عروج کا ایک فطرتی پیمانہ ہے۔ خدا کا علم بھی ایک علم ہے۔ کوئی علم سوائے اس کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ ہونا چاہیئے۔ جو ادراکی قوتوں کے کام میں لانے کے بغیر ہی صورت پذیر ہوتا ہو۔ ہم خدا کی ہستی سے واقف کئے گئے ہیں۔ اور ہمیں وہ راہیں بتا دی گئی ہیں۔ جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ مگر ہماری واقفیت اور وہ راہیں ایک پردہ میں رکھی گئی ہیں۔ تاکہ ہم اپنی قوتوں اور اپنے آلات احساسی سے خود بھی کام لینے کے قابل ہوں۔ اور اس طریق سے ہمارا یقین ہدایت سے بھی زیادہ تر مضبوط اور مستقیم ہو سکے۔

قدرت نے ہمارے اردگرد ہی بلکہ خود ہماری ذات میں ہی کسی حد تک ایسے وسائل بہم پہنچا رکھے ہیں۔ جن سے ہم خدا کی ہستی اور ذات کا یقینی پیرایہ میں اعتراف کر سکتے ہیں۔ جب ہم ان مختلف وسائل سے کام لیتے ہیں۔ تو ہم پر کھل جاتا ہے۔ اور خود ہماری اپنی ذات بھی اس پر بوجوہ شاہد ہوتی ہے۔ کہ ہم اس ذات خدائی سے بہت دور نہیں ہیں۔ خود ہماری ہستی ہی بوجوہ اس پر شاہد ہے۔

اور یہ شہادت ہمارے مقابلہ میں ہندسی یقین کا درجہ رکھتی ہے۔ اس پر بھی ہمیں لازم ہے۔ کہ ہم دیگر طریق سے بھی اس صداقت کے معلوم کرنے کے لئے ساعی ہوں۔ لیکن سب سے بہتر طریقہ یہ ہوگا۔ کہ ہم شروع میں اپنی ہی ہستی کی شہادتوں سے اس پر روشنی ڈالیں۔ اور دیکھیں۔ کہ خود ہماری ہستی ہی کہاں تک اس راہ میں ہمیں مدد دینے کے قابل ہے۔

(۲) انسان اپنی ہستی سے واقف ہے۔

انسان یقیناً جانتا اور سمجھتا ہے۔ کہ وہ ایک ہستی رکھتا ہے۔ اور کچھ شے بھی ہے۔

یہ وہ بات ہے۔ جو فیصدی سو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض لوگ جن کی تعداد میں لاکھ (ایک دو) بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ ادعا کرتے ہیں۔ کہ انسان کی ہستی بھی موہومی یا صرف فریب تخیل ہی ہے۔ مگر وہ خود ایک فریب تخیل میں ہیں۔ ان کا ایسا تخیل ہی اس بات کی شہادت ہے۔ کہ وہ بھی ایک ہستی رکھتے ہیں۔ اگر ان کی کوئی ہستی نہیں تو انہیں یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخیل بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ تخیل بجائے خود ان کی ہستی کا ثبوت ہے۔ اور اگر ایسے لوگ محض لاشے ہیں۔ تو اس بحث میں ہمارا ان سے خطاب نہیں لیکن انہیں یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ ان کا یہ تخیل کیا حقیقت رکھتا ہے؟ کونسی شے انہیں یہ سوجھاتی ہے۔ کہ درحقیقت ان کا کوئی وجود اور کوئی ہستی نہیں ہے؟ جب وہ اپنی ہستی کا یقین کرتے ہیں۔ اور اپنے تخیل سے آگاہ ہیں۔ تو ان کے خدشہ کا جواب وہی ہے۔ جو اوپر دیا گیا ہے۔

جب بھوک لگتی ہے۔ یا اور کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ تو وہ اس کا احساس کرتے ہیں۔ اور اس کا دفعیہ چاہتے ہیں۔ اگر ان احساسات کا کوئی وجود نہیں۔ تو لازم ہے۔ کہ وہم میں ہی ان کا دفعیہ بھی ہو جاوے۔ لیکن کوئی سوفسطائی سوائے کھانے اور علاج کرنے کے بھوک اور تکلیف سے رہائی نہیں پا سکتا۔ فہذا برہان الوجود۔ فتدبر۔

(۳)

انسان جانتا ہے۔ کہ میں کچھ شے ہوں۔ اور میں فی نفس الامر موجود ہو کر ایک ہستی ہی رکھتا ہوں۔ یہ یقین بغیر کسی شک و شبہ کے ہر انسان رکھتا ہے۔ جو ایک مجموعی اور انفرادی دلیل کا حکم رکھتا ہے۔

۴۔ لاشے اور ہستی

انسان یہ بھی جانتا ہے۔ کہ لاشے محض سے کوئی حقیقی وجود پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسے لاشے محض دو قائموں کے برابر نہیں ہو سکتی۔ یہ مان لیا گیا ہے۔ کہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا جب ہم فرض کرتے ہیں۔ کہ ایک نیست ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ اس سے ہست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نیست نہ تو کوئی ہستی ہے اور نہ کوئی وجود اور نہ کوئی طاقت۔ جو کچھ بھی نہیں وہ کیا طاقت اور ہستی رکھے گا۔ اور اس کی قیمت کیا کچھ ہوگی۔ جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نیست سے ہست مشکل ہے۔ تو پھر ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے اردگرد ایک عالم ہست دیکھتے ہیں۔ جس سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ تو ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ یا تو یہ عالم ہست خود بخود نیستی سے منتقل یہ ہست ہوا ہے۔ اور یا یہ کہ اس کے سوا کوئی اور ہستی اس کی ہستی کا باعث ہوئی ہے۔

اگر یہ ہستیاں خود بخود ہی وجود پذیر ہوئی ہیں۔ تو یہ درست نہیں۔ کیونکہ نیست سے ہست ہو نہیں سکتا۔ اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کوئی دوسرا ہست ان ہستیوں کا باعث ہے۔ جو قدیم سے موجود ہے۔ اور جس کی ہستی بجائے خود کوئی آغاز اور شروع نہیں رکھتی۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ایسی ہستی ذاتی تقدس کے ساتھ ہی قوی تر بالاتر قادر تر بھی ہوگی۔ کیونکہ جب تک وہ یہ صفات نہ رکھے۔ تب تک وہ تسلیم نہیں کی جا سکتی۔

(۵)

بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ صرف ایسی ہستی ہی قدیم نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ مادہ اور روح بھی قدیمی ہیں۔ چونکہ یہ بحث ایک جداگانہ رنگ رکھتی ہے۔ اسواسطے ہم اس بحث کے ضمن میں جستہ جستہ اسے بھی دیکھیں گے۔ لیکن اس جماعت کے عقیدہ سے بھی یہ ثابت ہے۔ کہ کوئی اعلیٰ ہستی ضرور ہے جو ان تمام ہستیوں کی ترکیب یا خلقت کا موجب ہوگئی ہے۔ فہو المراد۔ (باقی آئندہ)

احمدیہ پاکٹ بک یہ وہ عجیبی حربہ ہے جس میں بارہ سو ۱۲۰۰ دلائل مخالفین اسلام اور سلسلہ کے اندفاع کے لئے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ تبلیغ کرنیوالوں کا سامان حرب یہی ہے۔ جو ہر وقت جیب میں رہنا چاہیئے۔ ہر مذہب و ملت کے باطل عقادات کی تردید میں عقلی اور نقلی دلائل اس میگزین میں موجود ہیں۔ اہتمام کتابھ نے اسکو دو دفعہ ہزاروں کی تعداد میں چھاپکر شائع کیا۔ اور اب وہ بالکل نایاب ہے۔ صرف دس جلدیں فاروق بک ایجنسی میں باقی ہیں۔ شائقین جلد منگوالیں۔ قیمت مجلد کی ایکروپیہ (عہ) آٹھ آنہ اور محصول ڈاک ۵ رہے۔

پتہ:۔ مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

فاروق کی فضیلت

(از مکرمی ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

فاروق نام کی مناسبت سے حضرت عمر فاروقؓ کی ایک فضیلت لکھتا ہوں۔ ایک دن آنحضرت صلعم نے اپنی مجلس میں فرمایا۔ کہ ایک شخص اپنے بیل پر سوار ہو کر سفر کرنے لگا۔ تو بیل نے اس وقت اسے کہا۔ کہ میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ کہ مجھ پر سواری کی جاوے۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے مجھے کاشتکاری کے لئے پیدا کیا ہے۔ صحابہؓ یہ بات سنکر تعجب سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے۔ اور تعجب کیا۔ کہ کیا بیل بھی کلام کر سکتا ہے! آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں۔ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی۔ اسوقت یہ ہر دو اصحاب حاضر مجلس نہیں تھے۔

اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت ان صحابہؓ پر ظاہر ہوتی ہے۔ جو آپؐ کی مجلس میں موجود تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری فقرہ کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں اس بات پر اپنے تجربہ کی وجہ یقین رکھتا ہوں۔ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی اس مقام پر ہیں۔ کہ وہ بھی ایسی بات سنتے ہی تعجب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ بھی صاحب تجربہ ہیں۔ اور وہ تجربہ یہ ہے۔ کہ میں تو صاحب نبوت ہونے کی وجہ سے کشف کے دریا کا شناور ہوں ہی مگر ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی صاحب کشف ہیں۔ کیونکہ اہل کشف ہی جانوروں سے باتیں سن سکتا ہے۔ باقی حاضرین چونکہ خود اس معاملہ میں تجربہ کار نہ تھے۔ انہوں نے تعجب کیا۔ مگر آنحضرت صلعم کو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق علم تھا۔ اس لئے انکی غیر حاضری میں خود ہی شہادت دی۔ کہ یہ دونوں صاحبین ایک بیل کے بات کر لینے کے تجربہ کار ہیں۔ یعنی صاحب کشف ہیں۔

یہ بات کہ حضرت عمرؓ کے صاحب کشف ہونیکا کیا ثبوت ہے۔ وہ واقعہ ہے جو مسلمانوں کی تاریخ کا معمولی واقف بھی جانتا ہے۔ یعنی ساریہ کے لشکر والا معاملہ۔ جس میں یہ ذکر آتا ہے۔ کہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دن حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ یکدم خطبہ کے درمیان پکار کر فرمانے لگے۔ کہ یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل یعنے اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ لوگ بہت حیران ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد جب عمر فاروقؓ سے سوال ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ میں نے خطبہ پڑھتے پڑھتے ایک ملک دیکھا جس میں مسلمانوں کا لشکر جو ساریہ کے ماتحت جہاد پر گیا ہوا ہے۔ دشمن کے نرغہ میں آگیا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ تباہ ہو جائے گا۔ مگر پہاڑ کی طرف پناہ لینے کا رستہ باقی تھا۔ سو میں نے بے اختیار یہ نظارہ دیکھکر ساریہ کو پکار کر کہا کہ پہاڑ کی طرف پناہ لے۔ کچھ مدت کے بعد جب اس لشکر کے متعلق خبر آئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ واقعہ اسی طرح ہوا تھا۔ مسلمانوں کی فوج دشمن کے نرغہ میں آگئی تھی۔ کہ اس وقت سپہ سالار ساریہ کے کان میں حضرت عمرؓ کی آواز آئی۔ کہ پہاڑ کی طرف پناہ لے۔ چنانچہ فوراً انہوں نے اس کی تعمیل کی۔ اور اسلامی لشکر ہلاک ہونے سے بچ گیا۔

پس یہ مشہور واقعہ حضرت عمرؓ کے صاحب کشف ہونے پر دلیل ہے۔ اور چونکہ وہ اس درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اور پیرایہ میں اس کی تصدیق کی۔ اور ہمیں بھی یہ بتا دیا۔ کہ بیل نے واقعی کلام نہیں کیا۔ بلکہ کشفی رنگ میں کیا ہے

باقی رہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کشوف۔ سو انکے ثبوت کی اس جگہ کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہاں صرف حضرت عمر فاروقؓ کی فضیلت کا ذکر تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

ہدایات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی فرمودہ ہدایات جو ہر مبلغ اسلام اور سلسلہ احمدیہ کیلئے نہایت ضروری ہیں۔ اس نام سے جیبی تقطیع پر طبع کیگئی ہیں۔ احمدی احباب کو عموماً اور سکرٹری صاحبان تبلیغ کو خصوصاً اسکی ایک ایک کاپی اپنے پاس ہر وقت رکھنی چاہیئے۔ اسکی رعایتی قیمت ۵ر اور محصول ڈاک ۵ر کل ۱۰ر آنہ ہے۔ احمدیہ بکیٹ بک شاپ قادیان منگوانے سے محصول ڈاک صرف ۱ر ہوگا۔ (منیجر فاروق پریس ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور)

الہامی منطق

مسٹر اکبر مسیح مشہور مسیحی مناظر

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر)

چونکہ مسیحی حلقوں میں مسٹر اکبر مسیح مختار مانہ کی تحریروں کو بڑے شوق اور رغبت سے پڑھا جاتا ہے۔ اور بعض بعض تو اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے تک ملانے کی سعی کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا۔ کہ ذیل میں انہی کے مایہ ناز مناظر کی دو چھوٹی دلیلیں الوہیت مسیح کے ابطال میں درج ذیل کریں۔ تاکہ اس کی تحریروں پر فخر کرنیوالے انہیں بھی غور سے پڑھیں اور بتلائیں ان کے پاس مندرجہ ذیل دلیلوں کا کیا جواب ہے؟

"خدا ایک ہے اور خدا۔ اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمی بھی درمیانی ہے۔ وہ یسوع مسیح ہے۔

(تمطاؤس ۲/۵)

"مسیح خدا نہیں"

برہان اوّل۔ کوئی خدا نہیں۔ مگر ایک (۱ کرنتھیاں ۸/۶) ایک خدا ہے جو باپ ہے۔ (۱ کرنتھیاں ۸/۶ یوحنا ۱۷/۱۴)

پس سوائے باپ کے کوئی خدا نہیں۔ مگر مسیح باپ نہیں۔ اسلئے مسیح خدا نہیں۔ (کلیسیا کا قول)

برہان دوم۔ تب یسوع روح کے وسیلہ بیابان میں لایا گیا۔ کہ شیطان سے آزمایا جاوے۔ (متی ۱/۴)

ہمارا سردار کاہن مسیح ساری باتوں میں ہماری مانند آزمایا گیا۔ پر اس نے گناہ نہ کیا۔ (عبرانیاں ۱۵/۴)

خدا برائی سے آزمایا نہیں جاتا۔

(یعقوب ۱۳/۱)

خدا آزمایا نہیں جانتا۔

مسیح آزمایا گیا۔

اس لئے مسیح خدا نہیں"۔ (منقول از الوہیت مسیح اور تثلیث کی تنقیح از اکبر مسیح صفحہ ۲)

یہ شرم نہیں بے شرمی ہے

پیارے دوستو! مجھکو آپ سے محبت ہے۔ شاعروں کا دستور ہے۔ کہ جب ان کا محبوب کسی بات سے شرماتا ہے۔ تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور شرم کی تعریف میں شعر لکھتے ہیں۔ مگر مجھکو آپ سے شاعروں کی سی محبت نہیں ہے۔ میں آپ کی شرم سے خوش ہونے اور لطف اٹھانے کے عوض پریشان ہوا جاتا ہوں۔

جب میں کہتا ہوں۔ آپ اپنی بستیوں میں اور محلوں میں حلوائی کی دوکان کیجئے۔ دودھ کی دوکان کیجئے۔ آٹے دال کی دوکان کیجئے۔ کپڑے کی دوکان کیجئے۔ تانبے کے برتنوں کی دوکان کیجئے۔ تو بجائے اس کے کہ فوراً دوکان کھولنے کی تیاری کریں۔ شرما کر گردن جھکا لیتے ہیں۔ آپکا یہ دکاندار یا اپنی عزت اور شرافت اور شان کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔

نہیں نہیں۔ اے میرے دوستو! شرمانے کی بات نہیں ہے۔ اب تو زندگی اور موت کا معاملہ آگیا ہے۔ اگر آپ نے ان تجارتوں کو ہاتھ میں نہ لیا۔ تو چند روز کے بعد اس ملک ہندوستان میں زندہ سلامت رہنا۔ یا عزت و شان سے بسر اوقات کرنا ناممکن اور محال ہو جائیگا۔ اس واسطے آج اپنی شرم کا گھونگھٹ فوراً اٹھا دینا چاہیئے۔ کہ یہ شرم کل کے دن مسلمانوں کی قومی لاج اور آبرو کو تباہ کرنے والی معلوم ہوتی ہے۔

مفصل سننا اور دیکھنا چاہو۔ تو رسالہ "تار پیڈو" ۴ر کے ٹکٹ بھیجکر دفتر فاروق سے منگالو۔ تو آپ کو سب حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ کہ ؎

"کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم،
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھارت ماتا کا آٹھواں باب

(گذشتہ سے پیوستہ)

مس مئو ایک ہندو گھرانے کی ایک دائی کا حال لکھتی ہے۔ کہ

دائی کی کارروائی

پہلی دائی جو میں نے یہ کام کرتے ہوئے دیکھی۔ اس نے میری کوٹھڑی میں داخل ہونے پر ایک نہایت ہی بدبودار چیز مٹھی بھر کر اس آگ پر ڈال دی۔ تاکہ نظر بد کا اثر دور ہو جائے۔ اور وہ نظر بد میری ہی تھی۔ اس کا دھواں بڑے زور سے اٹھا۔ اور ساتھ ہی ایک چھوٹا سا شعلہ بھی پیدا ہو گیا۔ اس کی روشنی میں مجھے اس کی ڈراؤنی صورت چڑیلوں جیسی جوؤں سے بھرے ہوئے بالوں میں دکھائی دی۔ اس کے بدن پر چیتھڑے لٹک رہے تھے۔ اس کے ہاتھ بالکل گندے تھے۔ اور وہ اپنی چندھیائی ہوئی تقریباً اندھی آنکھیں اس بدبودار دھوئیں سے ہٹا کر میری طرف دیکھنے لگ گئی۔ اسی اثنا میں اس کے قریب ہی بستر میں آگ لگ گئی۔ جو بیہوش مریضہ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور جس عورت نے لپک کر اس آگ کو بجھایا۔ وہ یہ دائی نہیں تھی۔ وہ تو اس قدر اندھی اور بے حس تھی۔ کہ اس آگ کو نہ تو دیکھ ہی سکتی تھی۔ اور نہ ہی اس کو محسوس کر سکتی تھی۔

دائی کی دست درازی

پیدائش میں اگر کبھی دیر ہو جائے۔ تو دائی سے یہ توقع رکھی جاتی ہے۔ کہ وہ اس دیری کی وجہ معلوم کرے۔ وہ اپنے لمبے بے ڈھلے ہاتھ جن میں گندی انگوٹھیاں۔ چھلے اور چوڑیاں پہنی ہوتی ہیں اور جن میں بے شمار زندہ جراثیم ہوتے ہیں۔ مریضہ کے جسم میں داخل کر دیتی ہے۔ اور وہاں جو کچھ اس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ اس کو مروڑنے۔ کھینچنے اور تاننے لگ جاتی ہے۔ اگر پیدائش میں اور زیادہ دیر ہو جائے یا کوئی دقت پیش آ جائے۔ تو ایک دوسری اور پھر تیسری دائی بلائی جاتی ہے۔ بشرطیکہ مریضہ کا خاوند اخراجات کی اجازت دے۔ پھر بچہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہر نکالا جاتا ہے۔ یعنے ایک ٹانگ یا ایک بازو ایک وقت میں توڑ مروڑ کر کھینچ لیا جاتا ہے۔ ایک ڈاکٹر عورت کا بیان ہے۔

اگر رحم کا منہ کسی بیماری کی وجہ سے سکڑ گیا ہو اور بچے کا سر باہر نہ نکل سکتا ہو۔ تو دائی اس کی ٹانگوں یا بازوؤں کو باہر نکالنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور اگر ممکن ہو تو انہیں توڑ بھی دیتی ہے۔ وہ بچے کو پوری زور سے کھینچ کر باہر نکالنے کو ترجیح دیتی ہے۔ جس سے مریضہ کا اندرونی حصہ پھٹ جاتا ہے۔ اور بسا اوقات مثانہ بھی چر جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ رحم کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ جو کہ ہندوستانی عورتوں میں عام ہے۔ اور جو انکو بہت ہی سخت تکلیف پہنچاتی ہے۔

دائی کا طریق علاج

یہ درد زہ کی تکلیف عموماً تین۔ چار۔ پانچ اور بعض اوقات چھ روز تک جاری رہتی ہے۔ اور اس تمام دوران میں عورت کو کوئی غذا نہیں دیجاتی۔ کیونکہ دھرم کے قانون کا یہی فرمان ہے۔ اور دائی ان تمام روایات پر پوری طرح عمل کرتی ہے۔ وہ مریضہ کو مٹھیاں بھرتی ہے۔ اسے دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے اپنے سر سے اسے دباتی ہے۔ تنگی زمین پر بٹھلا کر اور اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے مکروہ اور ننگے پاؤں سے اس کی رانوں کو کچل دیتی ہے۔ یہاں تک کہ جیسا کہ ڈاکٹروں کا بیان ہے۔ مریضہ کا گوشت دائی کے پاؤں کے لمبے لمبے ناخنوں سے پھٹ جاتا ہے۔ پھر اسے چت لٹا کر اسی طرح دباتی ہے۔ جس طرح کہ انگوروں کو روندا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ عجیب و غریب اشیاء کے گولے بناتی ہے۔ مثلاً کئی قسم کی جڑی بوٹیاں۔ میلی کچیلی رسیاں یا بیدانہ کی ٹوٹی یا مٹی میں لونگ۔ لکھن اور گیندے کے پھول ملا کر۔ یا چھوہارے اور گرم اشیاء یا کوئی اور کھا کر نیوالی چیز لیکر اندر داخل کر دیتی ہے۔ تاکہ پیدائش میں جلدی ہو۔ ملک کے بعض حصوں میں بکری کے بال۔ بچھو کے ڈنک۔ بندر کی کھوپری اور سانپ کی کھال۔ ایسی چیزیں اس کام کے لئے بہت مفید خیال کی جاتی ہیں۔

ان چیزوں کے اندر داخل کئے جانے سے جو زخم ہو جاتے ہیں۔ ان کی وجہ سے عام طور پر وہ راستہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔

بچہ جننے کے پانچ منٹ بعد ایک مرتبہ پھر وہی گندا انگوٹھیاں اور چھلوں و چوڑیوں والا ہاتھ اور کلائی اندر دھکیلی جاتی ہے۔ اور آنول توڑ کر باہر نکالی جاتی ہے۔ اسموقعہ پر کوئی صاف ستھرا کپڑا استعمال کے لئے مہیا نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہی گرم پانی ہوتا ہے اگر مریضہ کا جسم ٹھنڈا پڑنے لگے۔ تو تازہ گوبر یا بکری کی مینگنیں یا گرم راکھ گرمی پہنچانے کے لئے کام میں لائی جاتی ہیں۔

دائی کا خاندان

بنارس جو ہندوستان کے شہروں میں سب سے زیادہ مقدس شہر ہے۔ اور کٹر ہندوؤں کے تیرتھ کا مقام ہے۔ اس میں خاکروب جو تمام اچھوت ذات کے ہوتے ہیں۔ سات طبقوں میں منقسم ہیں۔ ان کی پہلی قسم میں تو دائیاں ہوتی ہیں۔ اور آخری ادنیٰ ترین قسم میں آنول کاٹنے والیاں ہوتی ہیں۔ آنول کاٹنا ایک ایسا ذلیل ترین فعل خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس مقدس شہر میں ایک خاکروب عورت بھی ایسا کرنا گوارا نہیں کرتی۔ جب تک کہ وہ اپنی ذات کے ادنیٰ ترین حصہ میں سے نہ ہو۔ اس لئے یہ حقیر دائی اپنے ساتھ ایک اپنے سے بھی زیادہ حقیر خادمہ لے آتی ہے۔ تاکہ ماں اور بچے دونوں پر اپنی فوقیت ثابت کر سکے۔ بعض اوقات ایک پھاڑا ہوا بانس اس مطلب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کبھی پرانے ٹین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا یا زنگ آلود کیل۔ یا مٹی کے برتن کی کوئی ٹھیکری یا شیشے کا کوئی ٹکڑا استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اور جب ان کے پاس ایسا کوئی اوزار نہیں ہوتا۔ اور کوئی تیز دھار والی چیز بھی دستیاب نہیں ہوتی۔ تو وہ کسی پڑوسی سے مانگنے چلی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک ہمسائی کی یہ آواز میں کبھی نہ بھولوں گی۔ کہ "دیکھو وہ اندر چھری پڑی ہوئی ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کو جلدی واپس لے آنا۔ کیونکہ مجھے اس سے ترکاری بنانا ہے۔

دائی کا نسخہ آنول جس جگہ سے کاٹی جاتی ہے۔ اس کا زخم اس طرح ہی بھرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ زیادہ محتاط، مگر کم نصیب مواقع میں اس پر لاکھ۔ کولہ۔ یا ایسی ہی کوئی دیگر شے جس میں گوبر بھی شامل ہے۔ مل دیا جاتا ہے۔ یہ واضح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ یہ ان بچوں کی ایک بڑی اوسط جو پیدائش کی اذیتوں سے بچ نکلتے ہیں۔ سُرخ باد بیماری کی نذر ہو جاتی ہے۔ پیدا ہونے کے بعد جب تک کہ دائی اس کے لینے کے لئے فارغ نہیں ہو جاتی۔ بچہ عام طور پر ننگا اور بے پرواہی سے فرش زمین پر لٹا دیا جاتا ہے۔ اگر وہ لڑکی ہے۔ تو اس کی نامطلوب ہستی کو اسی وقت ختم کرنے کے لئے بہت سی آسان ترکیبیں قدیم سے انکو معلوم ہوتی ہیں۔ جن کی تعمیل کر دی جاتی ہے۔ (باقی دارد)

کفارۂ الوہیت

(از میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل)

عیسائیوں سے مباحثہ میں اگر احباب مندرجہ ذیل مطالبات کو پیش کرینگے۔ تو میرا یقین ہے۔ کہ انشاء اللہ عیسائی صاحبان انکے جواب سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے اور اسلام کی فتح ہوگی۔ (ایڈیٹر)

پہلا عیسائی کہتے ہیں۔ کہ خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا ہمیں بخشا جو ہم پر قربان ہوا۔ اس پر ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ جب مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ تو صلیبی تکالیف کو جسم کے ذریعہ مسیح کی انسانی روح نے محسوس کیا۔ یا الوہیت نے؟ اگر انسانی روح نے دکھ محسوس کئے۔ تو ہم پر ایک انسان قربان ہوا۔ نہ کہ خدا کا اکلوتا اقنوم ثانی۔ اور اگر صلیبی دکھ الوہیت نے محسوس کئے۔ تو یہ الوہیت کا نقص ہے۔ کہ وہ بھی انسانی روح کی طرح دکھ سکھ بھوگتی ہے۔ اور پھر یہ بھی عیسائی صاحبان بتاویں۔ کہ اگر الوہیت بھی دکھوں میں مبتلا ہو سکتی ہے تو انسانیت اور الوہیت میں مابہ الامتیاز کیا رہا؟

دوسرا عیسائیوں کے نزدیک تثلیث کے تین اقانیم ہیں۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ اس پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا تینوں میں کوئی مابہ الامتیاز بھی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بھی مابہ الامتیاز نہیں تو تین اقنوم نہ ہوئے صرف ایک ہوا۔ اور اگر کوئی مابہ الامتیاز ہے۔ تو وہ اعلےٰ صفت ہے یا ادنےٰ؟ اگر اعلےٰ ہے تو ایک اقنوم میں ایک اعلےٰ بات ہے جو دوسرے دو اقنوموں میں نہیں۔ اور اس طرح وہ دو اقنوم ناقص ہوئے اور ناقص افراد کا مجموعہ بھی ناقص ہوتا ہے۔ اور اگر مابہ الامتیاز کوئی بُری یا ادنیٰ صفت ہے۔ تو یہ بھی الوہیت کا نقص ہے۔ کہ ایک اقنوم میں ایک بُری صفت ہے۔ جس سے دوسرے دو اقنوم بری ہیں۔

تیسرا عیسائیوں کا یہ کہنا۔ کہ مسیح کے سوا کوئی انسان گناہ سے پاک نہیں۔ ایک بالکل بے بنیاد دعویٰ ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ خود بائبل کے خلاف ہے۔ دیکھو لوقا باب ۱ آیت ۶۔ وہاں لکھا ہے۔ کہ ذکریا نامی ایک کاہن تھا۔ اس کی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی۔ اور اس کا نام الیسبات تھا۔ وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔

دیکھئے یہ ذکریا اور اس کی بیوی کی تعریف ہے۔ جو نبی بھی نہیں۔ صرف معمولی کاہن ہیں۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں میاں بیوی بالکل بے گناہ تھے۔ اور خدا تعالےٰ کے جس قدر بھی حکم تھے۔ اور جس قدر بھی قانون تھے۔ سب پر عمل کرتے تھے۔ پھر ان کا عمل کوئی معمولی نہ تھا۔ بلکہ وہ خدا کے حکموں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ اور نہایت راستباز تھے۔ تو یہ دعویٰ کرنا کہ آدم کی اولاد میں سب گنہگار ہیں۔ خود لوقا کے نزدیک غلط ہے۔ کیونکہ ذکریا اور اس کی بیوی دونوں جو بالکل بے گناہ تھے۔ باوا آدم ہی کی اولاد میں سے تھے۔ اب عیسائی صاحبان بتاویں۔ کہ مسیح کے سوا باقی سب کے گنہگار ہونے کی کیا دلیل ہے؟

چوتھا پادری صاحب کا یہ کہنا کہ چونکہ مسیح کے متعلق نئے عہد نامہ میں لکھا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اس کی الوہیت کی دلیل ہے۔ اس پر میرا ایک اعتراض ہے کہ اگر مسیح کے ازلی ہونے کے ذکر سے اس کی الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ تو ملک صدق سالیم کو بھی عیسائی صاحبان خدا مانیں۔ کیونکہ اس کے متعلق بھی عہد نامۂ جدید میں لکھا ہے۔ کہ وہ ازلی ابدی ہے۔ چنانچہ عبرانیوں باب ۷ آیت ۳ میں لکھا ہے۔

شاہ سالیم یعنے سلامتی کا بادشاہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جس کے کہ نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے سے مشابہ ہوا۔"

دیکھئے یہاں پر صاف اقرار کیا۔ کہ ملک صدق سالیم ازلی ابدی ہے۔ سو اگر ازلی ابدی کے الفاظ سے مسیح خدا ثابت ہوتا ہے۔ تو ملک صدق سالیم کو بھی الوہیت کے مرتبہ تک پہنچا ہوا ماننا پڑیگا۔

پانچواں پادری علی بخش صاحب نے اپنے لکچر میں خدا کے مجسم ہونے کی پہلی ضرورت یہ پیش کی۔ کہ چونکہ خدا انسان کی آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ اور پوشیدہ چیز پر انسان کا قوی ایمان نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ مجسم ہوا کہ تا خدا کو دیکھ کر انسان کا ایمان قوی ہو۔ اس پر میرے چار اعتراض ہیں۔

(۱) تسلیم کر لیا۔ کہ مسیح مجسم خدا تھا۔ مگر پادری صاحب کی بیان کردہ ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدا کو تو پھر بھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اور جو جسم حواریوں اور یہودیوں دوستوں اور دشمنوں کو نظر آتا تھا۔ وہ انسانی جسم (یہ بات خود عیسائی تسلیم کرتے ہیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا نہ کہ الوہیت۔ سو الوہیت جس طرح مسیح کے مجسم ہونے سے پہلے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھی۔ وہ تو اب مجسم ہونے کے بعد بھی پوشیدہ ہی رہی۔ اور کوئی نیا انکشاف حاصل نہ ہوا۔ مسیح کی الوہیت تو لوگوں نے مشاہدہ نہیں کی۔ صرف اس کا جسم دیکھا۔ اور اس کے جسم کو تم خود انسانی جسم تسلیم کرتے ہو۔

(۲) دوسری جرح اس پر یہ ہے۔ کہ اگر بغیر خدا کے مجسم ہونے کے کسی کو خدا پر قوی یقین نہیں ہوتا تو بتاؤ۔ کہ آدمؑ سے لیکر مسیح تک ہزاروں برس خدا نے کیوں تجسم اختیار نہ کیا؟ کیا مسیح تک تمام قوموں کے ایمان کا کوئی فکر نہ تھا؟

(۳) تیسری جرح یہ کی جاتی ہے۔ کہ اگر خدا کو مجسم دیکھنے کے بغیر ایمان قوی نہیں ہوتا۔ تو بتاؤ کہ مسیح کے بعد جس قدر عیسائی دنیا میں ہوئے ان کے ایمان کے بڑھانے کا کونسا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے؟ اور علاوہ ازیں یہ بھی تسلیم کیجئے کہ مسیح سے لے کر اب تک انیس سو برس کے لمبے عرصہ میں ایک عیسائی بھی قوی الایمان پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ سب بشپ وغیرہ ضعیف الایمان ہیں۔

(۴) چوتھی بات آپ سے یہ پوچھنی ہے۔ کہ پولوس صاحب جو ایک طرح سے بانیٔ عیسویت ہیں۔ اور خدا کے رسول ہیں۔ انہوں نے تو ایمان کی حالت میں المسیح مجسم کو نہیں دیکھا۔ کیا وہ قوی الایمان نہیں تھے؟ اگر نہیں تھے۔ تو رسول کس طرح ہوئے۔ اور اگر قوی الایمان تھے۔ تو آپ کا وہ کلیہ کہ بغیر مجسم خدا کو دیکھنے کے ایمان قوی نہیں ہوتا بالکل ٹوٹ گیا۔ (باقی دارد)

بیت فاعتبروا یا اولی الابصار اس پرچہ میں سلسلہ کی مفید اور کارآمد۔ اور زبردست دلائل سے پُر فاروق بک ایجنسی کی کتابوں کا رعایتی اعلان صفحہ ۱ پر شائع کیا گیا ہے۔ احباب ان کتابوں کو خرید کر فائدہ اٹھائیں۔ یہ کتابیں دشمنوں کے مقابلہ کے واسطے کاری حربہ ہیں۔ اور اب ختم ہونے کو ہیں۔ پھر اس رعایت سے ملنا ناممکن ہے۔

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

شیخ سنوری کا عشرہ کاملہ اور احباب سنور

سنور ریاست پٹیالہ کے ایک صاحب شیخ محمد یعقوب صاحب نے جو آجکل ریاست مذکور میں قانونگوئی سے نائب تحصیلداری کے عہدہ پر تعینات ہیں اپنی ملازمت کے فرائض کی ادائیگی میں یا غالباً خانگی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک کتاب "عشرہ کاملہ" نام سے لکھکر پہلے ۱۹۲۴ء میں اور پھر دوبارہ ۱۹۲۷ء میں طبع کرائی۔ اس کتاب کا مقصد محض صداقت کی تردید اور باطل کی تائید ہے۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں مصنف نے اپنے متقدمین اور اسلاف سے بڑھکر کوئی حصہ نہیں لیا۔ صرف چند معاندین سلسلہ کی پرانی ہڈیوں کو لیکر ایک مالا بنا دی۔ اور اپنے ہمخیالوں کے گلے میں پہنا دی ہے۔ چنانچہ طبع ثانی کے صفحہ ۶ اپر جن مڑھیوں سے یہ پھول چنے ہیں۔ ان کا مندرجہ ذیل پتہ لکھا ہے۔

(۱) افادۃ الافہام مولوی انوار اللہ حیدر آبادی (۲) غایۃ المرام قاضی محمد سلیمان پٹیالوی (۳) مسیح الدجال ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی (۴) مرقع قادیانی مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث (۵) رسالہ تائید الاسلام بابو پیر بخش پنشنر پوسٹماسٹر لاہوری۔ (۶) کاشف مغالطہ قادیانی چودھری محمد حسین (۷) عصائے موسیٰ آلہی بخش لاہوری (۸) النجم الثاقب عبدالمعز مونگیروی۔ (۹) فیصلہ آسمانی محمد علی مونگیری۔ (۱۰) اشاعۃ السنۃ محمد حسین بٹالوی۔

ماشاء اللہ ان پاک وجودوں کے عظام سے آپ نے یہ ہار گوندھا ہے۔ پھر اس پر فخریہ فرمایا ہے۔ کہ

"میں نے ایک باغبان کی حیثیت سے مختلف پھولوں اور کلیوں کو اکٹھا کر کے ایک گلدستہ بنا دیا ہے۔ آپ پھولوں کی خوبصورتی اور خوشبو سے بہرہ اندوز ہوں" صفحہ ۱۶

شیخ سنوری کی بدقسمتی کاش مصنف کو کسی قدر مزید فرصت ملتی۔ تو وہ "کلیات آریہ مسافر" "لیکھرام پشاوری" اور "تحفۃ الاسلام" اور "اندر بیر" اور "حملہ ہند" اور "صمصام الہند" "اندر من مراد آبادی" اور "ستیارتھ پرکاش" مصنفہ سوامی دیانند اور "تاریخ محمدی" و "تعلیم محمدی" مؤلفہ پادری عماد الدین لاہوری اور "الہامات المومنین" ڈاکٹر شایق عیسائی اور "مسلمانی کے بانی کی کہانی" مراری لعل سکندر آبادی جیسی دنس اور کتابوں کے مطالعہ سے بھی مستفید ہو کر ہار تیار کرتے تو زیادہ قیمتی اور خوبصورتی میں دوبالا ہوتا۔ اور تھوڑی سی محنت اگر اور گوارا فرما لیتے کہ "تحفۃ الاشعریہ" اور "رمی الجمرات" حضرات اثنا عشریہ سے بھی فیضیاب ہو کر اس گلدستہ کو سجاتے۔ تو یقیناً یار و اغیار سے خراج تحسین پاتے۔ مگر بدقسمتی نے انکو ایسے باغ میں دھکیلا جس میں زقوم کے اشجار ہی قطار در قطار نظر پڑے اور ان کا ہی پھل کھانا اور اپنے ساتھیوں کو کھلانا نصیب ہوا۔ طبع ثالث میں ضرور ان کا خیال رکھیں۔ اور ان کتابوں سے بھی خوشہ چینی کریں۔

مصنف کی تعلّی بیجا شیخ سنوری نے طبع دوم کے دیباچہ میں بہت دُون کی لی ہے۔ اور اترا اترا کر شیخی ماری ہے کہ

"عشرہ کاملہ کی گولہ باری سے ایک دفعہ تو مرزائی کیمپ میں ایسی بوکھلاہٹ اور سراسیمگی پھیل گئی۔ کہ یہ لوگ بدحواسی میں کچھ کا کچھ کہنے لگے اور کہتے رہے" (صفحہ ۲)

پھر اپنی کتاب کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ یہ کتاب

"مرزائیوں کے مقابلہ میں ایک کاری حربہ اور بے خطا نشانہ کا کام دیگی" صفحہ ۵

کیوں نہ ہو! یہ منہ اور مسور کی دال معلوم نہیں کہ کتنے احمدی اس کتاب کو پڑھ کر احمدیت سے مرتد ہو گئے۔ اور کتنے ہزار احمدی بنتے بنتے شیخ صاحب سنوری کی بدولت بچ گئے۔ آخر اس کاری حربہ کا کوئی اثر عوام یا خواص پر ہوا بھی ہے۔ جو ثبوت میں پیش ہو سکے۔ پس ایسی لایعنی کتاب کے جواب پر روپیہ خرچ کرنا کیا فائدہ۔ اگر احمدیت کے راہ میں یہ مجموعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مزخرفات کوئی روک نظر آتا۔ تو کب کا اٹھا کر مصنف کے منہ پر دے مارا ہوتا۔ چونکہ یہ ایک بے اثر شے ہے۔ جو باغ احمدیت میں کھاد کا کام دیتی ہے اس پر توجہ کرنے کی فوری ضرورت نہ تھی۔ سوائے اس کے کہ احباب سنور کو بوجہ مصنف کی ہموطنی کے ایک تمنا تھی۔ کہ اس کا جواب ہو جائے منشی شیخ سنوری سے بڑے بڑے شیخ نجدی اور بٹالوی جیسے ناکام و نامراد دنیا سے چل بسے اور باوجود اپنی تمام کوششوں کے احمدیت کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ تو بیچارہ ایک نائب تحصیلدار کہاں کا تیس مار ہے۔ کہ جس کی قلم سے احمدیہ کمپ میں سراسیمگی پھیل جائے۔

جواب تیار ہے احباب پٹیالہ کی خواہش پر شیخ سنوری کی کتاب کا جواب عرصہ سے لکھا ہوا تیار ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ اس کتاب کا کوئی اثر حق کے خلاف نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ ناحق چار پانچ سو روپیہ خرچ کر کے طبع کرانا روپیہ کا ضائع کرنا ہے۔ یہ ایک مختص المقام جماعت کی خواہش ہے۔ کہ عشرہ کاملہ کا جواب چھاپ دیا جائے۔ ضروری اور نہایت ضروری دینی خدمات کو چھوڑ کر ایک معمولی سی بے اثر اور مجہول کتاب کے جواب پر روپیہ صرف کرنا کوئی عقلمندی نہیں اس لئے جواب کی طباعت التواء میں ہے۔ اگر احباب سنور و پٹیالہ وغیرہ اپنی خواہش کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ تو جواب تیار شدہ میرے پاس موجود ہے۔ وہ منگوا کر خود چھپوا لیں۔ یا کم از کم تین سو خریدار بحساب ایک روپیہ فیکس پیشگی قیمت کتاب کا بھجوا دیں۔ تو میں جواب طبع کرا کر انکو بھیجدوں گا۔ قیمت کتاب کا بعد طبع پتہ لگے گا۔ کہ کس قدر ہوگی۔ سردست علی الحساب ایک روپیہ فیکس تین سو روپیہ آنے پر جواب چھپوا سکتا ہوں۔ ورنہ اخبار فاروق میں ایک مختصر سا ریویو عشرہ کاملہ اور اس کے مصنف کی حیثیت کے مطابق انشاء اللہ وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہے گا۔ جواب کا مسودہ بہت مفصل ہے اور میرا اندازہ ہے کہ یہ کتاب پر پانچسو روپیہ سے کم صرف نہ ہوگا۔ اگر تین سو روپیہ خریداران سے پیشگی آجائے تو باقی روپیہ میں اپنی جیب سے صرف کر کے طبع کرا لونگا۔

بچوں کو بزدل نہ بناؤ

ہندوستان میں یہ دستور بہت خراب ہے۔ کہ جب کوئی بچہ شوخی کرتا ہے۔ روتا ہے یا سوتا نہیں۔ تو ماں اس کو بھوت۔ جن۔ چڑیل وغیرہ ناموں سے ڈرا کر سلاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بچوں کے دلوں میں خوف بیٹھ جاتا ہے۔ اور وہ ڈرپوک کم ہمت ہو جاتے ہیں۔ بڑے ہو کر بھی ان کے دلوں سے خوف دور نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ ملک قوم کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔

پرانے زمانے میں جو نامور لوگ گزرے ہیں۔ جن کے کارنامے آج تک ان کے ہم قوم لوگوں کے لئے باعث فخر ہیں۔ ان کے حالات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی ترقی کا راز ان کی ابتدائی تربیت میں پنہاں تھا۔ نپولین کی ماں اس کو ہمیشہ گزشتہ بہادروں کے جنگی کارنامو کے حالات سنایا کرتی تھی۔ یہی حال مشہور فاتحان اسلام کا تھا۔ اس لئے مسلمان عورتوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے بچوں کو جن۔ بھوت پریت اور دیوؤں کی خوف ناک کہانیاں سنانے کی بجائے مسلمان بادشاہوں اور فاتحوں۔ مثلاً حضرت عمر رضؓ۔ حضرت علی رضؓ خالد بن ولید رضؓ۔ تیمور رحؒ۔ محمود غزنوی رحؒ۔ محمد غوری رحؒ۔ علاؤ الدین خلجی رحؒ۔ اورنگزیب اور ٹیپو سلطان وغیرہ کے شاندار کارناموں کے حالات سنایا کریں۔ اور کہا کریں۔ کہ تم کو بھی انہیں کی طرح ناموری حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں میں پھر اسلامی شان و شوکت اور دینی جوش کے آثار نظر آنے لگیں گے۔ جھوٹے قصے اور بیہودہ کہانیاں بچوں کو سنانے سے وہ بھی آئندہ زندگی میں ویسی ہی کہانیاں سنانے اور بنانے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ سچی حکایتیں سناؤ۔ تاکہ تم آرام پاؤ۔

ایک گاڑی کے دو گھوڑے

ایک بڑی خوبصورت گاڑی تھی۔ اور اس کو دو گھوڑے چلایا کرتے تھے۔ جب یہ گاڑی بازاروں میں سے گزرتی تھی۔ تو دوسرے لوگ جن کے پاس بھی گاڑیاں تھیں۔ ان خوبصورت گھوڑوں اور اس خوشنما گاڑی کو بڑے حسد سے دیکھتے تھے۔ اور یہ دونوں گھوڑے پوری شان کے ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے بازار کو طے کیا کرتے تھے۔

کچھ مدت کے بعد ان میں سے ایک گھوڑے کو خیال ہوا۔ کہ میں گاڑی کے کھینچنے میں زیادہ محنت سے کام لیتا ہوں۔ میرا ساتھی آرام طلب ہے۔ کھینچتا میں ہوں۔ اور وہ ساتھ ساتھ برائے نام قدم اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ اس خیال کا آنا تھا۔ کہ دونوں گھوڑوں کے دل میں فرق آگیا اور ہر ایک دوسرے کو کاہل اور خود غرض سمجھنے لگا۔ دوسرے دن جب یہ دونوں گھوڑے گاڑی میں جوتے گئے۔ تو ایک دوسرے کی طرف سے منہ پھیر کر چلا۔ جب یہ دونوں ایک ایسی سڑک پر پہنچے جہاں سے دو راستے جاتے تھے۔ تو ایک نے کہا۔ کہ میں ادھر جاؤں گا۔ دوسرے نے کہا۔ کہ نہیں میں تو ادھر جاؤں گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں علیحدہ علیحدہ زور کرنے لگے۔ اور ان دونوں کی نااتفاقی نے گاڑی کو الٹ دیا۔ گاڑی ٹوٹ گئی۔ اور سواریوں کے بھی بہت چوٹیں لگیں۔

اسیطرح ہماری زندگی بھی ایک گاڑی ہے جسے میاں بیوی ملکر چلاتے ہیں۔ جب میاں بیویوں میں نااتفاقی ہو جاتی ہے تو زندگی کی گاڑی چکنا چور ہو جاتی ہے۔ اور معصوم بچوں پر بھی اس لڑائی کا اثر پڑتا ہے۔ جو میاں بیوی اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ بیوی میاں کے حقوق کا خیال رکھے۔ میاں بیوی کی مرضی کا پابند رہے۔ ورنہ ان کی زندگی کی گاڑی بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی

(فضلی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چار روپے ہزار روزانہ کی برف

معتبر تحقیقات کے بعد معلوم ہوا ہے کہ صرف دہلی کے شہر کے باشندے چار ہزار روپیہ روز کی برف پیتے ہیں یعنی باوجود کڑاکے کے سیر کا ہاؤ ہونیکے دہلی میں چار ہزار روپیہ روز کی برف کا خرچ ہے ؛ برف کا پانی تھوڑی دیر کیلئے زبان اور حلق کو ٹھنڈا کر دیتا ہے سوائے اسکے اسمیں اور کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ نقصان ہی نقصان ہے برف کے پانی سے معدے کی ہضم کرنے والی حرارت کمزور ہو جاتی ہے۔ اسواسطے زیادہ برف پینے والوں کا ہاضمہ خراب رہتا ہے۔ برف کا پانی جگر اور دل کو کمزور کرتا ہے برف کے پانی سے دانتوں اور آنکھوں کی قوت بھی کم ہو جاتی ہے مگر پھر بھی چار ہزار روپے روز صرف ایک ہی شہر میں برف کیلئے خرچ کئے جاتے ہیں۔ یہی حال ہندوستان کے دوسرے شہروں کا ہوگا۔ بمبئی اور کلکتہ جیسے بڑے شہروں میں تو اس سے بھی زیادہ ہوتا ہوگا۔ چوگنا برف میں خرچ ہوتا ہوگا ؛ مگر جو برف دوزخ کی آگ سے بچانیوالی ہے اور جس برف میں کسی قسم کا بھی نقصان نہیں ہے اس برف کے لئے چار روپے سالانہ بھی خرچ کرنے مشکل معلوم ہوتے ہیں آج آریہ سماج نے مسلمانوں کو مرتد اور بے ایمان بنانے کیلئے فتنہ فساد کی آگ بھڑکائی ہے۔ اسکے لئے ایک برف کی ضرورت ہے جو اس آگ کو ٹھنڈا کر دے اور وہ برف کچھ قیمتی نہیں ہے ۳۰ دن میں صرف پانچ آنہ دینے پڑتے ہیں جس سے آریہ سماج اور دیگر مخالفین سلسلہ کی اس آگ کو خدا کے فضل سے فاروق کی برف سے چند روز میں بجھایا جا سکتا ہے آپ فاروق کے خریدار بنجائیں جس کا سالانہ چندہ صرف چار روپے ہے۔

کیا آپ بے روزگار ہیں؟

اگر آپ کے اندر فضول شرم و حیا نہیں ہے۔ اور آپ نوکری کی غلامی سے بچنا چاہتے ہیں اور آپ کے اندر محنت کرنے کی متعدی موجود ہے تو کھڑے ہو جائیے۔ میں آپکو روزگار بتاتا ہوں۔ اگر آپ کے شہر میں پانوں کا رواج ہے تو پنواڑی کی دوکان کر لیجئے۔ یا صبح اٹھ کر اگر آپ خود بنانا نہ جانتے ہوں تو کسی مسلمان حلوائی سے حلوا پوری یا اور کسی قسم کی مٹھائی خرید کر خوانچہ میں لگا کر گلی گلی اور گھر گھر بیچتے پھریئے۔ چند گھنٹے میں روپیہ ڈیڑھ روپیہ کا فائدہ آپ کو ہو جائے گا۔ یا غریبوں کے کام کا کپڑا کسی ارزاں فروش بزاز سے خرید کر غریبوں کے محلوں میں لیجا کر فروخت کیا کیجئے۔ یا چیتے۔ کچالو۔ سوئی۔ ناگہ بٹن۔ صابن۔ سرمہ۔ مسّی۔ تیل۔ چوڑیاں جوتیاں۔ ٹوپیاں۔ یا اور اسی قسم کی چیزیں جن کی سب لوگوں کو ضرورت رہتی ہے پھیری پھر کر بیچا کیجئے۔ یوں بے کار پڑے رہنے سے کچھ نتیجہ نہیں ہے۔

یہ روزگار دو چار حد سے حد پانچ یا دس روپے کے سرمایہ سے ہو سکتے ہیں ان کے لئے دوکان لے کر بیٹھنے کی۔ اور بہت سا خرچ کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ اپنے ہندو بھائیوں کو دیکھئے۔ وہ اسی پھیری کے ذریعہ رفتہ رفتہ چند روز میں لاکھوں روپے کے بیوپاری بن جاتے ہیں۔

تجارت ایک بابرکت پیشہ ہے۔ اس کی طرف تمام مسلمانوں کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔ اور تجارت کے اصولوں سے بھی آہستہ آہستہ واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔

تذکرۃ المہدی ۴

یہ وہ نایاب کتاب ہے۔ جو ۱۹۱۳ء میں مکرمی پیر سراج الحق صاحب نعمانی یانوی سرسادی احمدی نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان چشم دید حالات کو جو پیر صاحب نے ۲۰ سال تک حضور علیہ السلام کی صحبت بابرکت میں رہ کر خود مشاہدہ کئے تھے۔ اخبار الحق دہلی میں شائع کئے۔ اور تمام احمدی قوم اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ملاحظہ سے حرفاً حرفاً گذری اور سب نے بے انتہا اس کی تعریف کی۔ اور نہایت مفید بیان فرمایا۔ احباب کے اصرار پر خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ۱۵ ؁ء میں اس کو کتابی صورت میں یکجا جمع کر دیا۔ جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی۔ اب اس کے صرف دو نسخہ دستیاب ہوئے ہیں۔ ۳۶۹ صفحہ کی کتاب ہے۔ اور موجودہ قیمت اس کی پانچ روپیہ (۵ر) فی نسخہ علاوہ محصولڈاک ہے۔ اگر کوئی شائق ہو تو وہ جلد منگالیں۔ ورنہ پھر یہ کتاب نہ ملیگی۔

پتہ

مینجر فاروق قادیان ضلع گورداسپور

اعلیٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں بحساب دو روپیہ چار آنہ فی گز اور ہر قسم کی مشہوری کتادیز عورتوں کے سوٹ کے لئے فی گز ۱ر فروخت کرتے ہیں۔ نیز کلاہ پشاوری جس قیمت اور سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصولڈاک کاٹ کر باقی قیمت واپس کر دیجائیگی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دی جائے گی۔

احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں مال دوسری دوکانوں کی نسبت عمدہ اور نسبتاً ارزاں ارسال ہوگا۔

پتہ

میاں محمد و غلام حیدر بازار کریم پورہ شہر پشاور

۳۰ اپریل سنہ ۱۹۲۸ء تک فاروق بک ایجنسی قادیان کی کل کتب رعایتی قیمت میں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام کتاب	صفحہ	قیمت
سلسلہ کی کتابیں		
تبلیغ رسالت۔ سوائے جلد پنجم و ششم کے جلد اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ ہفتم۔ ہشتم۔ نہم۔ دہم۔ ان جلدوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے نایاب اشتہارات سنہ ۱۸۸۷ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۸ء تک جمع کر دیئے ہیں		
التشفید۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قبر مسیح کا مسکت و دندان شکن جواب۔		
صادق کلمات مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ ہفوات مرزا کا جواب لاجواب		
فیصلہ الٰہی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری فیصلہ اور اس کی اصل حقیقت کا انکشاف۔		
مرقع ثنائی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا وہ پرچہ اخبار جسمیں امرتسری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا۔		
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا کہ ثناء اللہ کو زندہ رکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدس کے اصلی خط کا عکس اتار کر شامل کیا گیا ہے۔		
علماء خلف ندوۃ العلماء نے علماء سلف نام سے ایک کتاب شائع کی جسمیں گذشتہ علماء کے اخلاق اور دینداری کے نمونے پیش کئے گئے تھے فاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مصرع ثانی "علماء خلف" کے نام سے لکھ کر موجودہ علماء کی بیدینی اور شرارتوں اور اخلاقوں کا صحیح فوٹو اتار کر پیش کر کے دکھا دیا۔ کہ یہ سلف جن کے وہ تھے۔ خلف ان کے یہ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔		
ثنائی قرار و مباہلہ سے انکار حضرت اقدس مسیح موعود نے جب امرتسری کو مباہلہ کے لئے لکھا۔ امرتسری نے ہمیشہ انکار کیا۔ اور فرار۔ اور کبھی اس فیصلہ کیطرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں دلچسپ حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں۔		
مباحثات مرزا غیر حصہ اول و دوم۔ قابل دید۔		

نام کتاب	صفحہ	قیمت
عشرہ سوالات کے جوابات غیر احمدیوں کے علماء نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کئے تھے جن کا جواب انکے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ انکے مکمل مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ لاجواب ہونگے۔ چند نسخے باقی ہیں۔ جلد منگاؤ یہ بے نظیر کتاب ہے۔	۱۲	۱ر
ابطال النبوۃ فی الالہام و فی الاحادیث۔ ۲ حصہ قابل دید	۱۳۲	۱ر
ثنائی ہرزہ درائی مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ ۲ر تمام مخالفانہ ردیف دار الف سے لیکر ی تک اس رسالہ میں جمع کر دی ہیں۔ جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اوّل و دیگر اراکین جماعت کو اپنے اخبار اہلحدیث اور مرقع کے ذریعہ دیں	۱۴	۲ر
چودھویں صدی کا یہودی مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شان میں لکھا گیا۔	۱۴	۲ر
انکاری نمبر اول۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ غیر احمدی علماء کی مماثلت حرب پیشگوئی آنحضرت صلعم ثابت کیگئی ہے	۱۴	۲ر
بحر حقیقت محمد علی مونگیری علیہ ما علیہ کے مریدوں کے ایک رسالہ کا جو حضرت اقدسؑ کے خلاف شائع ہوا تھا تحقیقی جواب	۱۴	۲ر
تنقید صحیح۔ فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھ کر یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی کہ مہدی و مسیح دو وجود ہیں۔ ایک علی محمد باب اور دوسرا بہاء اللہ۔ اس کے جواب میں مولوی جمال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق نے یہ لاجواب رسالہ لکھا ہے جس کی تردید بابیوں سے نہ ہو سکی۔ بابی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے یہ رسالہ عجیب ہے۔	۱۴	۲ر
اذہاق الباطل مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام	۱۴	۲ر

نام کتاب	صفحہ	قیمت
کے سابقہ عقائد جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت و رسالت حقیقی کا اقرار ہے۔	۲	۱ر
ہدایات زرین حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے مبلغین اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے جو مکمل ہدایات فرمائی ہیں وہ اس میں درج کی گئی ہیں ہر ایک احمدی کو جو شوق تبلیغ رکھتا ہے اس ہدایت نامہ کا ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا ضروری ہے اور اس کے مطابق تبلیغ کرنے سے کبھی ناکامیابی نہیں ہوگی۔ حضور کی خواہش ہے کہ ہر ایک احمدی خواندہ اس پر عمل کرے۔	۸	۱ر
تصدیق کلام ربانی آریوں نے ایک رسالہ نہایت گندہ مسلمانی کے بانی کی کہانی کا نام سے آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخانہ لکھا تھا۔ اس کا نہایت قابل دید اور لاجواب شنیدہ جواب ہے جس میں بڑے بڑے فلاسفر اور عیسائی مصنفوں کی قلم سے آنحضرت صلعم کی شان اعلیٰ کا ثبوت نقل کیا گیا ہے۔ اور آریوں کے کل اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔	۲	۱ر
تار پیڈو۔ چھوت چھات کے متعلق یہ وہ رسالہ ہے۔ جس نے پنجاب میں اسقدر مقبولیت حاصل کی کہ اب تیسری دفعہ طبع کرایا گیا ہے۔ ہر مسلمان کے ہاتھ میں یہ رسالہ ہونا ضروری ہے۔	۱۴	۲ر
ویدک توحید کا آئینہ۔ دیکھنے کے قابل ہے	۲	۱ر
ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام قابل دید ہے	۲	۱ر
تنبیہ زباندراز ایک آریہ کی سرزنش و گوشمالی	۱۰	۱ر
پیدائش عالم۔ دیانندیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا مسئلہ ازل سے چلا آیا ہے اور پیدا شدہ نہیں ہے اس مسئلہ پر لاجواب یہ تصنیف ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۴	۲ر
رسالہ گوشت خوری مضمون نام سے ظاہر ہے	۲	۱ر
دہرمپال کا کچا چٹھا قابل دید ہے۔	۱۰	۱ر

منیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)